قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 16 اپریل 2021ء | 03 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:91

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا ۨانْفَضُّوْۤا اِلَیْہَا وَ تَرَکُوْکَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّہْوِ وَ مِنَ التِّجَارَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔

(الجمعۃ: 10 تا 12)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور جب وہ کوئی تجارت یا دل بہلاوہ دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا چھوڑ دیں گے۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے اور انشاء اللہ دو تین دن تک یہ رمضان کا مہینہ بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی استعداد اور بساط کے مطابق کوشش کی کہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور اس کا پیار، اس کی محبت اور اس کی رضا حاصل کرنے والوں میں شامل ہو سکیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ابھی دو تین دن باقی ہیں، جو اس رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکے وہ ان بقیہ دنوں میں ہی اگر سچے دل سے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن سکتے ہیں۔ کیونکہ خالص ہو کر اس کی راہ میں گزرا ہوا ایک لمحہ بھی انسان کی کایا پلٹ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کو ماں باپ سے بھی زیادہ بڑھ کر پیار کرتا ہے۔ وہ جب اپنے بندے کو اپنے ساتھ چمٹاتا ہے تو وہ بندہ وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا۔ اس ایک سچے اور خالص لمحے کی دعا انسان کو برائیوں سے اتنا دور لے جاتی ہے، اس کی طبیعت میں اتنا فرق ڈال دیتی ہے جو مَشرِقَین کا فرق ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوسی کا تو کوئی سوال ہی نہیں، صرف ان راستوں پر چلنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پانے کے راستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پانے بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- قطعات، رباعیات
- رسول اللہ ﷺ کا رمضان ہمارے لئے اسوہ
- میری والدہ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میاں عبدالرشید

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے۔ پھر بعد میں آنے والا اس کی طرح ہے جو گائے کی قربانی کرے، پھر مینڈھا یعنی بھیڑ بکرا، پھر مرغی اور پھر انڈے کی قربانی کرنے والے کی طرح، پھر جب امام منبر پر آ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر کو سننا شروع کر دیتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الاستماع الی الخطبۃ یوم الجمعۃ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔ سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو و لعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد والا ہے۔

(سنن دار قطنی کتاب الجمعۃ باب من تجب علیہ الجمعۃ)

حضرت ابو جعد ضمریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشدد فی ترک الجمعۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

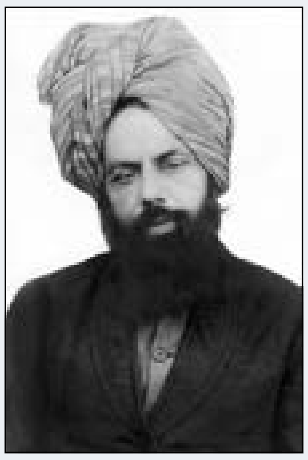

’’روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر کے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ۔ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہگار ہے۔ اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم صفحہ 287- 288 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

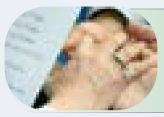

دربارِ خلافت

دین العجائز یہی ہے کہ جو احکامات ہیں اُن پر جس حد تک عمل ہو سکتا ہے کرو۔...رمضان کے ساتھ دعاؤں کی قبولیت، احکامات کی پابندی، ایمان میں مضبوطی اور ہدایت کے حصول کا جوڑ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے۔ اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہوتا‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 21 مطبوعہ ربوہ)

پس جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْالِیْ۔ پس وہ میری بات پر لبیک کہیں تو اُن تمام باتوں کی تلاش کرنی ہو گی جن کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، تا کہ اُن کو بجالا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اور اُن تمام باتوں کو تلاش کر کے اُن باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی ہو گی جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور قرآنِ کریم میں یہ احکام سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو، اور یاد رکھو کہ قرآنِ کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک او رمرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کا لائق ہو گا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوُا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ‘‘۔

دین العجائز یہی ہے کہ جو احکامات ہیں اُن پر جس حد تک عمل ہو سکتا ہے کرو۔ اُس کے آگے پھر ترقی کرو گے اور آگے پھر اگلی سلوک کی راہیں ہوں گی۔لیکن بنیاد یہی ہے کہ جو احکامات ہیں اُن پر جس طرح فرض کئے گئے ہیں، عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ فرمایا کہ:

’’قرآن کریم کا جوُا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنّم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے‘‘۔
(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلدنمبر 3 صفحہ 548)

اللہ کرے کہ اس رمضان میں ہم اس نکتے کو بھی سمجھتے ہوئے محسنِ حقیقی کو راضی کرنے والے بن جائیں۔ رمضان کے ساتھ دعاؤں کی قبولیت، احکامات کی پابندی، ایمان میں مضبوطی اور ہدایت کے حصول کو جوڑ کر اللہ تعالیٰ نے جو ہماری اس طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ مَیں تو اپنے بندوں کی بہتری اور اُن کو آفات، مصائب اور عذاب سے بچانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں لیکن بندوں کو بھی اپنا حقِ بندگی ادا کرنا ہو گا۔ اپنے آپ کو میرے خالص بندوں کی یا خاص بندوں کی طرف منسوب کر کے تمہیں بھی اُن باتوں کے بجالانے کی کوشش کرنی ہو گی، اُس تعلیم پر عمل کرنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے لائے ہیں یا لاتے ہیں۔ تا کہ دنیا میں عبادالرحمن کی کثرت نظر آئے، تا کہ ان عبادالرحمن کی وجہ سے دنیا پیار، محبت اور امن کا گہوارہ بنے۔ تا کہ اس دنیا میں جنت کے نظارے نظر آئیں۔ پس ہمارا ایمان میں مضبوطی کا دعویٰ، زمانے کے منادی کو سننا اور قبول کرنا، مخلوقِ خدا سے ہمدردی کا اہم فریضہ جو الٰہی جماعتوں کے سپرد کیا جاتا ہے، ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں میں شامل ہوں۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں خدا تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جو اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جو مخلوق کی ہمدردی کی وجہ سے اُسے برائیوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بچانے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس یہ رمضان ہمیں انہیں باتوں کی ٹریننگ دینے اور ہمیں حقیقی عبد بننے کے معیار حاصل کرنے اور اپنے ایمانوں میں مضبوطی اور جِلا پیدا کرنے کے لئے آیا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہوں گے اگر اس سے بھر پور فائدہ اٹھاویں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آج دنیا کو فسادوں سے بچانے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے کسی دنیاوی ساز و سامان کی ضرورت نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اور نہ وہ کام آ سکتا ہے۔صرف اور صرف ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور وہ دعا کا ہتھیار ہے۔ پس اس رمضان میں جہاں اپنے لئے، اپنی نسلوں کے ایمان اور تعلق باللہ کے لئے دعائیں کریں وہاں اس دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعائیں کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ اُن کا خدا دعاؤں کو سننے والا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 148 مطبوعہ ربوہ)

لیکن اس بات کا حقیقی ادراک بھی آج صرف احمدیوں کو ہی ہے۔ پس جب ہمارا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے تو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں اور یقینا ہم مایوس نہیں اور اس یقین پر قائم ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام باتیں ضرور پوری ہوں گی جو جماعت کی ترقی سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بتائی ہیں۔ انشاء اللہ۔ اور یقینا وہ دن انشاء اللہ آئیں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا پر لہرائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے اُن بندوں کی اکثریت ہو گی جو رُشد و ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ پھر مَیں یاد دہانی کرواتا ہوں کہ اس دعا کو کبھی نہ بھولیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل رکھے جو اُس کے ہدایت یافتہ اور خالص بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کے فیض سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔
(خطبہ جمعہ 12؍ اگست 2011ء)

قطعات، رباعیات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے انتخاب

کیسی ہے کریم اُس خدا کی درگاہ
جس نے کیا ہم کو نیک بد سے آگاہ

گر ہم کو سہارا ہے تو ہے اُس کا ہی
لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

نفس کی خاطِر سے گر کرتا ہے تو
یہ عِبادت، یہ طہارت، یہ وُضو

غیر کی خاطِر بھی کچھ قُربان کر
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

فَضل پر گو مُنحصر ہے سب عطا
پر عمل ہیں جاذِبِ فَضلِ خدا

اس لئے نیکی میں کوشش صرف کر
لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

مقصد اپنا اب واللہ
کوئی نہیں ہے جُز اللہ

عشق چڑھا تب بولا دِل
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

عبدالرشید انور۔ کینیڈا

رسول اللہ ﷺ کا رمضان ہمارے لئے اسوہ

قدیم سے سنت اللہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ایمان سے آراستہ محبوب بندوں کے لئے ہر سال ایک بہار کا موسم سجاتا ہے۔ اور یوں وہ مالک ارض و سماء اپنے پیارے بندوں کے لئے اَرفع روحانی آفاق کی انتہائی پُرکیف سیر یا پھر سیروں کا اہتمام کرتا ہے۔ ہمارا قدیر خدا اس روحانی اور آسمانی مائدہ کو جس کا اہتمام ایک ماہ کے لئے فرمایا جاتا ہے رمضان کے نام سے پکارتا ہے۔ جبکہ رسول ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی کی روایت کے مطابق اس موسم بہار کا نام سید الشہور ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ''رمضان سید الشہور ہے اور جمعہ سید الایام ہے''۔

اور یوں حقیقی مومنین کو اس روحانی بہار کے لطف سے مالا مال ہونے کا موقع عطا کیا جاتا ہے۔ اس لطف و انبساط کو دوبالا کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ ماہ رمضان کے اس مائدہ کو تین حصوں پر تقسیم کر دیتا ہے۔ پہلے حصہ میں اس الٰہی دعوت خاص کی سعادت پانے والے اپنے رب کریم کی رحمت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، دوسرے حصہ میں شب و روز خدا کے فرشتے اثمار مغفرت الٰہی سے خوب خوب مومنین کی تواضع کرتے ہیں۔ نوید مغفرت سے حسب توفیق نصیبہ مند ہو چکنے کے بعد ہاویہ کی دہکتی ہوئی آگ سے نجات کا مژدہ انہیں سنا دیا جاتا ہے۔ لیکن اس مژدہ کو سنانے کے لئے ہمارا غافر الذنب اور قابل التوب خدا ایک عظیم الشان تقریب کا اہتمام کرتا ہے جس میں فوج در فوج فرشتے بلکہ روح الامین کو بھی اِذن نزول دیا جاتا ہے یہ سب افواج ملائک یقین کامل کی طلوع فجر تک امن کی سلامیاں پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس خوبصورت محفل کا نام لیلۃ القدر بیان فرمایا ہے۔

اس روحانی مائدہ سے فیضیاب ہونے کے لئے ہمارے شاہ لولاک ﷺ کے کیا اسلوب ہوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے برکات سے معمور یہ ایام کیسے گذرتے تھے۔ کیسے آپ کا دل جوش و ولولہ سے موجزن رہتا تھا کہ ہر کس و ناکس عینی و قالی انداز میں اس تڑپ کا شاہد بن رہا ہوتا تھا اور آج اُنہی شہادتوں سے استفادہ کرتے ہوئے خدا کے بندے اپنے خالق کی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں سے اپنی جھولیاں بھرتے چلے جا رہے ہیں۔ آئندہ سطور میں ان ہی باتوں کا کچھ تذکرہ دیکھنے کو ملے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا شوق رمضان

رسول اللہ ﷺ اس سید الشہور اور اَحب الشہور کا استقبال بے حد پیارے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں۔ رمضان کے آغاز سے ہی رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کی عبادات میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آتا اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ بہت الحاح سے خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مناجات پیش فرماتے اور آپکے چہرہ مبارک پر خوف ایزدی ہویدا ہوتا۔

رسول کریم ﷺ سارا سال اس رحمتوں اور برکتوں والے مہینے کے انتظار میں رہتے تھے۔ رجب کے مہینے سے ہی آپ ﷺ دیگر دعاؤں کے ساتھ خصوصیت سے درج ذیل دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔

یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں عطا فرما اور ہمیں ان برکتوں کے ساتھ ماہ رَمضان تک پہنچا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں

مَا رَأَیْتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِسْتَکْمَلَ صِیَامَ شَھْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَیْتُہ فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرَ مِنْہُ صِیَامًا فِیْ شَعْبَانَ

ترجمہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (پورے اہتمام کے ساتھ) رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں۔

ایک اور حدیث میں آپ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے

کَانَ اَحَبُّ الشُّھُوْرِ اِلٰی رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن یَّصومَہ شَعْبَانَ ثُمَّ یَصِلُہ بِرَمَضَانَ

ترجمہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیں۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام سے تین بار دریافت فرماتے

مَاذَا یَسْتَقْبِلُکُمْ وَتَسْتَقْبِلُوْنَ؟

ترجمہ ''کون تمہارا استقبال کر رہا ہے اور تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی وحی اُترنے والی ہے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا پھر کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ فِی اَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ لِکُلِّ أَھْلِ الْقِبْلَۃِ

ترجمہ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی پہلی رات کو ہی تمام اہل قبلہ کو بخش دیتا ہے۔''

آپ ﷺ درج ذیل الفاظ میں بھی دعا کرتے تھے،

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنِیْ لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِیْ وَتَسَلَّمْہُ مِنِّیْ مُتَقَبَّلًا

''اے اللہ! مجھے رمضان کے لیے اور رمضان کو میرے لیے صحیح سالم رکھنا اور رمضان کو میرے لیے سلامتی کے ساتھ قبولیت کا ذریعہ بنا''۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان اور رمضان کے سوا لگاتار دو مہینے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

یعنی نبی کریم ﷺ رمضان کے پورے مہینے کے ساتھ ساتھ شعبان کے بھی تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔

مندرجہ بالا تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نہ صرف خود ماہ صیام کا استقبال فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنے اہل و عیال اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

شعبان کی آخری رات رسول اللہ ﷺ کا صحابہ سے خطاب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی آخری رات صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ''اے لوگو ایک عظیم الشان برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے۔ اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزے رکھنا فرض قرار دیا ہے، اور راتوں کے قیام کو نفل عبادت اور اپنے قرب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جو شخص ان ایام میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی نیت سے کوئی نیکی کرتا ہے، اُسے ایک فرض کا ثواب ملتا ہے۔ اور جس نے رمضان میں کوئی فرض ادا کیا، اُس کا ثواب ستر گنا ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کروائے گا تو یہ عمل اُس کے لیے مغفرت اور آگ سے آزادی کا ذریعہ بنے گا۔ اور افطار کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہو گی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے ہر کوئی اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ کسی کا روزہ افطار کروائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چاہے کوئی ایک گھونٹ دودھ، ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کروائے، وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلائے گا، اللہ اُسے میرے حوض سے شربت پلائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہو گا۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ بخشش اور آخری عشرہ آگ سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ ان ایام میں جو شخص اپنے ملازم کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اس کا یہ عمل اُس کی بخشش اور جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ بنے گا''۔

رمضان کی ہر رات، اللہ کچھ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے اے بھلائی کے طالب! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، ان ایام میں اللہ کچھ لوگوں کی گردن جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے، اور ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے''۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ

لِلّٰہِ عِنْدَ کُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذٰلِكَ فِی کُلِّ لَیْلَةٍ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات میں ہوتا ہے۔

رؤیت ہلال

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرو، اور اگر چاند بادل کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو“۔

سحر و افطار

رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کا روزانہ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ روزے کا آغاز سحری کھانے اور اختتام جلد افطاری سے کیا کرتے تھے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سحری کھانے کے متعلق فرمایا ہے۔

سحری کھانے کی اہمیت

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ أَھْلِ الْکِتَابِ، أَکْلَةُ السِّحَرِ

”ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا ہی فرق ہے“۔

ایک اور جگہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

وَھُوَ یَدْعُوْا إِلَی السُّحُوْرِ فِی شَھْرِ رَمَضَان، فَقَالَ ھَلُمُّوْا إِلَی الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ

”آپ ﷺ رمضان المبارک میں سحری کے لئے بلاتے اور ارشاد فرماتے صبح کے مبارک کھانے کے لئے آؤ۔“

روزہ کی نیت

روزہ رکھتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہئے

وَبِصَومِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ

”میں نے کل کے ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کی۔“

روزہ رکھنے کی دعا کسی حدیث میں نہیں ملتی۔ نیت جو دل کے ارادے کا نام ہے کرنا فرض ہے۔ نیت کا مطلب کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں نیت کا مطلب ہے کسی کام کے کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور قرب حاصل کرنے کا ارادہ کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعائے افطار

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ یَعْنِی ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ، ------قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔

ترجمہ مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ ------رسول اللہ ﷺ جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے ”پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا“۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُھْرَةَ، أَنَّہُ بَلَغَہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ اللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَی رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔ معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ”اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا“۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ افطاری کی دعا میں وَبِكَ آمَنْتُ کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں مگر یہ الفاظ درست ہیں اور دعائیہ کلمات میں اضافہ کرنا جائز ہے (جس طرح بعض لوگ حج کے موقع پر تلبیہ میں اضافہ کر لیتے ہیں)۔ لہٰذا اس بحث کی روشنی میں ہم اِفطار کے وقت درج ذیل مروجہ دعا پڑھ سکتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

”اے اللہ! بے شک میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطا کیے ہوئے رزق سے میں نے افطار کی۔“

رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی مسواک

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیعَةَ، قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَاكُ وَھُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِی أَوْ أَعُدُّ، وَقَالَ أَبُو ھُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَی أُمَّتِی لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ کُلِّ وُضُوءٍ، وَیُرْوَی نَحْوُہُ، عَنْ جَابِرٍ، وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ یَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَیْرِہِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْھَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَقَالَ عَطَاءٌ، وَقَتَادَةُ یَبْتَلِعُ رِیقَہُ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار دفعہ (وضو میں) مسواک کرتے دیکھا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی کہ اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم وجوباً دے دیتا اسی طرح کی حدیث جابر اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا کہ (مسواک) منہ کو پاک رکھنے والی اور رب کی رضا کا سبب ہے اور عطاء اور قتادہ نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے

رمضان اور رسول اللہ ﷺ کا قیام اللیل

فرائض سے پہلے اور ان کے بعد کی سنتوں اور اسی طرح نماز چاشت کے علاوہ قیام اللیل کا بھی خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے اس دوران ہمیں قیام نہیں کرایا یہاں تک کہ صرف سات روزے باقی رہ گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے 23 کی رات کو ہمارے ساتھ قیام کیا اور اتنی لمبی قراءت کی کہ ایک تہائی رات گزر گئی۔ پھر چوبیسویں رات کو آپ ﷺ نے قیام نہیں کرایا۔ پھر پچیسویں رات کو آپ ﷺ نے قیام کرایا یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کاش آج آپ ساری رات ہی ہمیں قیام کراتے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا ”جو شخص امام کے ساتھ قیام کرے یہاں تک کہ امام قیام ختم کر دے تو اس کیلئے پوری رات کے قیام کا اجر لکھا جاتا ہے۔“ پھر چھبیسویں رات گذر گئی اور آپ ﷺ نے قیام نہیں کرایا۔ پھر ستائیسویں رات کو آپ ﷺ نے قیام کرایا اور اپنے گھر والوں اور اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو بھی بلا لیا۔ اور اتنا لمبا قیام کرایا کہ ہمیں سحری کے فوت ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نماز تہجد کو مت چھوڑو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ اگر کبھی بیمار ہوتے یا کسل ہوتا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے۔

رمضان اور نماز تراویح

حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری نے بیان کیا میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا، چنانچہ اس ارادے کے مطابق آپ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور نماز تراویح و تہجد

ایک شخص نے سوال کیا کہ ماہ رمضان میں نماز تراویح آٹھ رکعت باجماعت قبل خفتن مسجد میں پڑھنی چاہیے، یا کہ پچھلی رات کو اٹھ کر اکیلے گھر میں پڑھنی چاہیے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”نماز تراویح کوئی جدا نماز نہیں۔ دراصل نماز تہجد کی آٹھ رکعت کو اوّل وقت میں پڑھنے کا نام تراویح ہے۔ اور یہ ہر دو صورتیں جائز ہیں جو سوال میں بیان کی گئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہر دو طرح پڑھی ہے۔ لیکن اکثر عمل آنحضرت ﷺ کا اس پر تھا کہ آپ پچھلی رات کو گھر میں اکیلے یہ نماز پڑھتے تھے“۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ دائمی تو وہی آٹھ رکعت ہے اور آپ ﷺ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے۔ مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اوّل حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی‘‘۔

امر و نہی اور رمضان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے)۔

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو

’’اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی سے دس گنا ہوتا ہے‘‘۔

صدقہ و خیرات وسخاوت

رسول اللہ ﷺ کا ساری عمر کا ایک خاص معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ لیکن جیسے ہی ماہ رمضان کا آغاز ہوتا آپ ﷺ کی اِس عادت مبارکہ میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔ سید الانبیاء ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی سوالی آپ ﷺ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ ماہ رمضان میں باقی گیارہ مہینوں کی نسبت سخاوت اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی۔ اس ماہ میں صدقہ و خیرات کی بارش نظر آتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

جب حضرت جبرائیل آتے تو آپ ﷺ بھلائی کرنے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ حضرت جبرائیل کیونکہ رمضان المبارک میں خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے پیغام محبت لے کر آتے تھے۔ چونکہ عام دنوں کی نسبت جبرائیل کثرت سے آتے تھے اِس لیے رسول اللہ ﷺ جبرائیل کے آنے کی خوشی میں صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے، جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم ﷺ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ تیز چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے‘‘۔

تلاوت قرآن کریم

نبی کریم ﷺ پورا رمضان المبارک بہت زیادہ ذوق و شوق سے عبادات کرتے۔ آپ ﷺ رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کریم بہت بڑھا دیتے اور فرماتے کہ تلاوت قرآن مجید افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید افضل ترین عبادت

حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآن مجید ہے۔ بلاشبہ قرآن مجید کی تلاوت کی بے پناہ اہمیت اور فضیلت ہے۔ یہ عظیم کتاب رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں نازل ہوئی۔ اِسی لیے رمضان المبارک اور قرآن مجید کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا اِس عظیم الشان تعلق کو اور بھی مضبوط کرتا ہے۔

جبرائیل کے ساتھ قرآن کا دور

سرور کائنات محبوب خدا ﷺ کی متعدد احادیث اِس بات کا روشن ثبوت اور دلیل ہیں کہ رسول کریم ﷺ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور جبرائیل امین کو سناتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ کرتے۔ قرآن مجید کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب قیامت کے روز کوئی کسی کا والی نہ ہوگا اور ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی تو تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرنے والوں کی شفاعت قرآن مجید خود کرے گا۔

قیامت کے دن روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ پیارے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے اِس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے اور دوسری نفسانی خواہشات سے روکے رکھا پس تو اِس شخص کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے اِس شخص کو رات کے وقت جگائے رکھا پس اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کا اعتکاف

آخری عشرہ کا افضل طریق عبادت اعتکاف کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہے۔ کیونکہ اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیاوی کاموں سے بالکل منقطع ہو کر صرف خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کیلئے مکمل طور پر یکسو ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ بھی یہ عشرہ اعتکاف میں گذارتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف میں گذارتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف بیٹھنے لگیں۔‘‘

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں رسول اللہ ﷺ کا اعتکاف کرنے کا معمول تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔ اِسی سلسلے میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات، محبوب خدا ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی لیلۃ القدر

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پا لیا۔ گویا صرف آخری دنوں میں تلاش نہ کریں بلکہ سارے رمضان میں پوری عبادات بجا لائیں۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’رمضان کا مہینہ شروع ہوگیا ہے جو ایک بابرکت مہینہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اُس کی خیر سے محروم کیا گیا وہ محروم کر دیا گیا‘‘۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہو تو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے‘‘۔

آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرنے کے بارہ میں ایک اور حدیث سے ہمیں کچھ اس طرح سے راہنمائی ملتی ہے۔ بخاری اور مسلم نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بھی اور ہم نے بھی رمضان کی پہلی دس تاریخوں میں اعتکاف کیا۔ اس کے خاتمہ پر حضرت جبرائیل آئے اور رسول کریم ﷺ کو خبر دی کہ جس چیز (لیلۃ القدر) کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔ اس پر آپؐ نے اور ہم سب نے درمیانی دس دنوں کا اعتکاف کیا۔ اس کے خاتمہ پر پھر حضرت جبرائیل نے ظاہر ہو کر آنحضرت ﷺ سے کہا کہ جس چیز کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے بیسویں رمضان کی صبح کو تقریر فرمائی اور

فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر کی خبر دی گئی تھی مگر میں اُسے بھول گیا ہوں۔ اس لئے اب تم آخری دس راتوں میں سے وتر راتوں میں اس کی تلاش کرو۔ میں نے دیکھا ہے کہ لیلۃ القدر آئی ہے اور میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس وقت مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور جس دن آپ نے یہ تقریر فرمائی بادل کا نشان تک نہ تھا۔ پھر یہ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا آسمان پر ظاہر ہوا اور بارش شروع ہوگئی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر مٹی اور پانی کے نشانات ہیں۔ ایسا خواب کی تصدیق کے لئے ہوا۔ صحیح بخاری اور مسلم نے اس کو درج کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔ (یعنی اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو)۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر رمضان کی ستائیسویں رات جمعہ کی رات ہو تو وہ خدا کے فضل سے بالعموم لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

لیلۃ القدر کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! تو بیشک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو، پس مجھے بھی معاف فرمادے۔

رسول اللہ ﷺ اور رمضان کا آخری عشرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو آپ کی راتیں زندہ ہوجاتیں۔ آپ کمرہمت کس لیتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے بیدار کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت میں اتنی کوشش کرتے جو اور دنوں میں نہ کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ ''شدّ مئزرہ'' عبادت کی تیاری اور عادت سے زیادہ عبادت کی کوشش سے کنایہ ہے، اور اس کا معنیٰ عبادت میں تیزی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عورتوں سے علیحدگی سے کنایہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول 'احیاالليل' کا معنیٰ ہے کہ رات کو نماز وغیرہ کے لیے بیدار رہا کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

عمل کے لحاظ سے ان دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی دن نہیں۔ پس ان ایام میں تہلیل یعنی لاالہ الا اللہ کہنا، اللہ تعالیٰ کی بندگی کی پوری طرح اختیار کرنا اور تکبیر کہنا اور تحمید کہنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، بکثرت اختیار کرو۔

رمضان کا آخری عشرہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''اس آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ قبولیت دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے بلکہ ان دنوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کہا ہے اور یہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس ایک رات کی عبادت انسان کو باخدا انسان بنانے کے لئے کافی ہے''۔

رمضان اور باب ریان

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہوگا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اُس سے داخل نہ ہوگا''۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں صیام رمضان۔ رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت

''رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور دیگر تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک جوش اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لیے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لیے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں''۔

انسان جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے، کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے''۔

یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے دن ہیں

''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے دن ہیں''۔

اس مضمون کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض خطبات جمعہ کے اختتامی الفاظ سے بہتر ممکن نہیں تھا اس غرض سے ذیل میں پیارے آقا کے بعض انتہائی پر اثر الفاظ تحریر خدمت ہیں:

''خدا کرے کہ رمضان کی برکات ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں۔ جو نیکیاں ہم نے اپنائی ہیں ان کو کبھی چھوڑنے والے نہ ہوں۔ اور جو برائیاں ہم نے ترک کی ہیں وہ کبھی دوبارہ ہمارے اندر داخل نہ ہوں۔ ہماری اولاد در اولاد اور آئندہ نسلیں بھی خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی اور نیکیوں پر چلنے والی ہوں''۔

ایک اور موقع پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہمیں اس عشرہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جن مقاصد کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ان مقاصد کو پورے ہوتے ہوئے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے جھنڈے تلے لانے کے نظارے ہمیں دکھائے اور ان دنوں میں کل دنیا کے احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے اور حقیقی اور سچا مسلمان بنائے۔۔۔۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں ان دنوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جلد فتح کے سامان پیدا فرمائے''۔ آمین!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان میں سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے''۔

رضیہ عنبر

میری والدہ مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میاں عبد الرشید

میری پیاری والدہ صاحبہ صحابیٔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت منشی عبدالحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مخزن تصاویر 191 GKZR) کی بیٹی اور ابو المنیر نور الحق صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ انتہائی شفیق مادر مہربان، صبر و رضا کا پیکر تھیں۔ چہرے سے سکون اور اطمنان ٹپکتا تھا۔ آخری دنوں میں علالت کے باوجود چہرے پر ایک نور عیاں تھا چہرے سے کوئی کرب اور تکلیف نا ٹپکتی تھی آپ 1934 میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ 12 سال کی عمر میں شادی ہوگئی۔ اپنی زبانی ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ میں اپنی امی سے کہا کرتی تھی بے جی مجھے آپ کو کھانا دینا مشکل لگتا ہے تو بیشک نہ دیا کریں لیکن مجھے کسی کے گھر نہ بھیجیں۔ ان کی شادی تقسیم ہند سے پہلے ہوچکی تھی اور وہ پہلے ہی پاکستان آ گئی تھیں۔ میری والدہ کے ہاں 14 بچے پیدا ہوئے 11 لڑکے اور 3 لڑکیاں جن میں سے کُل 8 بچے مختلف عمروں میں فوت ہوئے۔ والدہ نے بہت دعائیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے زندہ رہنے کی بشارت دی۔ میری ایک بہن جب فوت ہوئی۔ اس کی دُھندلی سی یاد میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ میں اس کو سنبھالا بھی کرتی تھی۔ مجھ سے بہت انس رکھتی تھی۔ جب فوت ہوگئی تو ایک دن میں نے اپنی والدہ کو غمگین دیکھا تو ان کو پیار کرنے لگی اور کہا کہ امی نہ روئیں کوئی بات نہیں اللہ میاں ہمیں ایک اور بہن دے دے گا۔ میری اس بات پر مسکرانے لگیں۔ واقعتاً کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہن سے نوازا جسکا نام بھی امی نے مجھ سے رکھوایا۔

بچوں کی وفات پر کبھی واویلا اور آہ وزاری نہ کرتیں ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہتیں۔ جماعت سے خاص لگاؤ تھا۔ طبیعت میں نہایت سکون تھا زیادہ تر خاموش رہتیں۔ بہت کم گو تھیں۔ نمازیں خشوع وخضوع سے ادا کرتیں۔ تہجد میں باقاعدگی تھی۔ ہم گوجرانوالہ کے قریب گاؤں درویشکے میں رہتے تھے۔ والدہ صاحبہ گاؤں کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی تھیں ہم سب بہن بھائیوں نے بھی اپنی والدہ سے قرآن مجید سیکھا۔ گاؤں میں ان کی بہت عزت اور وقار تھا۔ عورتیں ان کا بہت احترام کرتیں۔ بہت سی لڑکیاں شادیاں ہوجانے کے بعد بھی ان سے ملنے آتیں اور بہت محبت کا اظہار کرتیں اور امی کے لیے کچھ نا کچھ تحفتاً ضرور لے کر آتیں۔ ہم 6 بہن بھائی زندہ تھے اور اللہ کے فضل سے ہیں۔ سب کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ اور دینی تعلیم پر بطور خاص توجہ دی۔ سب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنی اپنی جگہ خدمت دین میں مصروف ہیں اور صوم وصلوۃ کے پابند بھی۔ ہم بہن بھائی جب ذرا بڑے ہوئے تو چونکہ گاؤں میں پرائمری کے بعد تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لیے والد صاحب ہمیں، مجھے اور بڑے بھائی کو لے کر گوجرانوالہ آ گئے۔ جہاں ہم نے مزید تعلیم حاصل کی۔ ہم چھٹیوں میں والدہ صاحبہ سے ملنے چلے جاتے۔ وہ وقت بھی انہوں نے نہایت صبر سے گزارہ۔ ہم نے کبھی ان کو والد صاحب سے لڑتے جھگڑتے یا شکوے شکایات کرتے نہیں دیکھا۔ کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس شہر آجاتیں۔ جب دوسرے بہن بھائی بھی ذرا بڑے ہوئے تو سب کو لے کر امی بھی گوجرانوالہ آ گئیں۔ شہر میں ہمارے مالی حالات کچھ زیادہ اچھے نہ تھے والد صاحب چھوٹا موٹا کاروبار کرتے تھے۔ جس سے گزر اوقات ہو جاتی تھی۔ والدہ ہماری دینی تعلیم و تربیت اور نمازوں کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ دنیوی زیب وزیبائش کی طرف کوئی رجحان نہ تھا۔ طبیعت میں نہایت سادگی تھی۔ ہمیشہ صبر وشکر کا مظاہرہ کرتیں۔ بچپن سے ہی ان کا راتوں کو تہجد کے وقت اٹھنا اور خدا کے حضور آہ وزاری کرنا میرے ذہن پر نقش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے بھی خدا نے اپنے فضل وکرم نے اسی نمونہ پر چلنے کی توفیق دی ہے۔

امی جان اپنی قبولیت دعا کے واقعات بھی سنایا کرتیں۔ میں 5 بھائیوں کے بعد پیدا ہوئی تھی۔ ایک بار سخت بیمار ہوگئی۔ والد صاحب اور والدہ صاحبہ بہت پریشان ہوئیں۔ ڈاکٹر نے بتایا اگر آج رات کوئی معجزہ ہوگیا تو یہ بچی بچ جائے گی ورنہ مرجائے گی۔ بچنا بہت مشکل ہے۔ بس دعا کریں۔ وہ ساری رات دعا کرتی رہیں۔ سحری کے قریب میرے والد صاحب نے امی سے کہا: دیکھو زندہ ہے کہ نہیں امی نے دیکھا تو میں پر سکون سو رہی تھی۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور مجھے زندگی عطا کردی۔ میری زندگی کی خوشی میں گاؤں میں لڈو تقسیم کیے گئے۔

نہایت نڈر اور بہادر خاتون تھیں۔ ایک بار والد صاحب گھر پر موجود نہ تھے۔ رات کو گھر میں چور گھس آیا۔ آپ کی بہادری کی وجہ سے کوئی مالی نقصان کیے بغیر بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ وہ ایک بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ پردے کا بہت ہی خیال رکھتی تھیں۔ اجلاسات میں نہایت شوق سے جاتیں۔ جماعتی خدمات میں پیش پیش رہتیں۔ زیادہ تر گھر میں ہی رہتیں۔ میں نے زندگی میں ان کو ایک ہی سہیلی کے ہاں آتے جاتے دیکھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بہت اپنائیت کا سلوک رکھتی تھیں۔ ایک دوسرے کے بچوں سے بھی بہت محبت رکھتی تھیں۔ گاؤں میں ہمارے دادا دادی جان اور امی جان کے گھر ساتھ ساتھ تھے۔ میں تو سارا دن دادی جان کے ساتھ ہاتھ سے سویّاں چنگیریاں بنانا گھُگے رنگنا، گنے کی کھیر پکانا، ان کے ساتھ چکی پیسنا جیسے کاموں میں دلچسپی رکھتی تھی۔ میں نے کبھی امی کو سسرالی رشتوں سے الجھتے نہیں دیکھا۔ سبھی ایک دوسرے سے نہایت عزت ومحبت سے پیش آتے۔ حالانکہ وہ ہمارے سگے دادا دادی نا تھے۔ بہت بچپن میں سگے دادا جان کی طاعون سے وفات ہوگئی تھی۔ ان کی وفات کے زمانے میں دیگر افراد خاندان نے احمدیت قبول کرلی۔ اس طرح ہمارے والد صاحب کے ذریعے ہمارے ہاں احمدیت کا آغاز ہوا۔ دادی جان کی عمر بہت کم تھی۔ انہوں نے رشتہ داروں کے مجبور کرنے پر دوسری شادی کرلی۔ لہٰذا میرے والد صاحب کو دیگر رشتہ داروں نے پالا۔ ہماری والدہ نے ہمیں کبھی ان کی غیریت کا احساس نا دلایا تھا۔ آج بھی ہم ان رشتوں سے اتنا ہی پیار رکھتے ہیں، کیونکہ ہماری والدہ نے ہمارے دل میں ان کی محبت اور احترام بٹھایا تھا۔ جب ہم بڑے ہوئے تو اپنی حقیقی ساس کی بھی بہت تعریف کرتیں اور ان کو یاد کرتیں۔ کیونکہ وہ اپنی شادی کے کچھ عرصہ تک تو امی سے ملنے آتیں پھر غالباً اپنے گھر مصروف ہوجانے کی وجہ سے یا والد صاحب کے احمدیت قبول کرلینے کی وجہ سے رابطہ ختم ہوگیا۔ جب 1974 میں اینٹی احمدیہ فساد نے سر اٹھایا تو والدہ صاحبہ اپنے بہن بھائیوں سے ملنے ربوہ گئی ہوئی تھیں۔ اس پریشانی میں بھی وہ خدا کے حضور ہی سجدہ ریز ہوئیں اور اللہ تعالیٰ سے سب کی خیر وعافیت اور مدد طلب کی۔ اللہ نے محض اپنے فضل سے اس ابتلا سے نجات دی اور ہم بخیریت گھر سے نکالے جانے پر اِدھر اُدھر پناہ لیتے ہوئے بالآخر بخیریت ان کے پاس ربوہ پہنچ گئے۔

ہم بالکل بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ پھر بھی سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ کسی کو کوئی گھبراہٹ یا فکر نا تھی کہ اب کیا ہوگا۔ والدہ صاحبہ کی تربیت نے ہمارے دلوں میں صبر کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ سو ہم بھوک اور تنگ میں بھی خوش تھے۔ کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کیا۔ والدہ اور ہم بڑے بہن بھائیوں نے جس کو جو کام ملا محنت کی اور اپنا گزارہ کیا۔ امی نے کالج کی لائبریری میں، مَیں نے کالج کی لیباٹری میں کام کرلیا کیونکہ میں ایف ایس سی کرچکی تھی۔ کام کے ساتھ اپنی تعلیم بھی جاری رکھی۔ والدہ کی تربیت کا انداز نرالا تھا جو بھی کہتیں نہایت تحمل سے دوٹوک الفاظ میں کہتیں۔ دو لفظوں میں اپنی بات کہہ دیتیں کہ بحث اور نافرمانی یا ضد کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اسی عرصہ میں والد صاحب کو فالج ہوگیا۔ 5 سال کا عرصہ بستر پر رہے۔ والدہ صاحبہ نے نہایت صبر اور محبت سے ان کو سنبھالا۔ کبھی کوئی گلہ شکوہ نہ کیا۔ انتہائی مالی تنگی بھی آ گئی۔ تب بھی کبھی ان کو حالات سے تنگ پڑتے اور واویلا کرتے نہ سنا۔ والد صاحب کی اچانک وفات پر بھی صبر کیا۔ والد صاحب نے صبح ناشتے میں دودھ مانگا۔ ابھی دودھ والا آیا نہیں تھا۔ امی نے سوچا کہ ہمسایوں سے لے آتی ہوں دودھ والا آئے گا تو واپس دے دوں گی۔ گھر واپس آئیں تو ان کی روح خالق حقیقی کی طرف پرواز کرچکی تھی۔ انا للہ وانّا الیہ راجعون۔

بچوں کی شادیاں نہایت سادگی سے کیں۔ بہوؤں اور پوتے پوتیوں سے بہت شفقت کا سلوک کرتیں دوسروں کے برے رویوں پر بھی صبر کرتیں کوئی گلہ شکوہ زبان پر نہ لاتیں۔ کبھی کسی کی برائی، چغلی، غیبت نہ کرتیں۔ میں جرمنی سے کئی بار ملنے گئی کبھی مجھ سے کسی کا گلہ شکوہ شکایت نہ کی۔ نہ کبھی کسی کو برا بھلا کہا۔ جب میری شادی ہوئی۔ میں جرمنی آ گئی تو میں نے بہت اداسی کا اظہار کیا تو مجھے جواب میں لکھا کہ پریشان مت ہوا کرو۔ گھر کے کاموں میں دل لگاؤ قرآن پڑھ لیا کرو۔ کبھی کوئی اور کتاب پڑھ لی۔ کبھی کوئی کپڑا سی لیا وغیرہ۔ اور سسرال کے حوالہ سے خاص نصیحت کی کہ بیٹا ساس سسر بڑے ہیں بزرگ ہیں اگر کبھی کچھ کہیں تو برا نہ منانا۔ ان کی عزت اور احترام ہمیشہ مدنظر رہے۔ 1995 میں والدہ صاحبہ کو بھی فالج کا حملہ ہوا۔ 6 سال علالت میں نہایت صبر اور شکر سے گزارے۔ بیماری میں ایک مرتبہ جرمنی بھی تشریف لائیں۔ مگر اپنے پوتے پوتیوں سے اداس رہتیں اور بار بار واپس جانے کا مطالبہ کرتیں۔ آخر ان کو واپس پاکستان چھوڑ کر آنا پڑا۔ 2001 میں حرکت قلب بند ہوجانے پر معمولی سی ہچکی آئی اور اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپکا جنازہ مولوی دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت نے پڑھایا۔

وفات کے بعد ایک بار انگلینڈ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر مجھے اکیلے ہونے کی وجہ سے بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ اچانک مجھے خواب میں نظر آئیں میری ساس اور امی دونوں بڑے بڑے پر پھیلائے کھڑی تھیں اور مجھے کہنے لگیں گھبراؤ مت ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم بھی جلسہ سننے آئی ہیں۔ اللہ اکبر۔ مجھے اپنے پیارے خدا کے بہت بڑے اور مہربان ہونے کا احساس ہوا اللھم اغفرھا وارحمھا و رفع درجتھا۔ آخر پر دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی دین پر ثبات قدم عطا فرمائے اور اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: فرمان خلیفہٴ وقت...... از صفحہ 1

کے وہ اسلوب سیکھنے کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے جو ایک عرصے سے بھولی بسری یادیں بن چکے تھے اور جن کو دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھا۔ پس ہم وہ خوش قسمت ہیں جو اس امام کو ماننے والے ہیں جس نے ان راستوں کو صاف کرکے ہماری ان کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ہمارے ذہنوں کی گرد بھی جھاڑی جس سے بدعات اور غلط روایات سے ہمارے ذہن پاک وصاف ہوئے، جس میں آجکل غیراحمدی معاشرہ ڈوبا ہوا ہے۔ بہت ساری غلط روایات ہیں جو ان میں راہ پکڑ گئی ہیں، بدعات کا دخل ہوگیا ہے جس سے ان کی بعض باتیں اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی کوسوں دور چلی گئی ہیں اور ان باتوں میں ایک جمعۃ الوداع کا تصور بھی ہے۔ جبکہ قرآن کریم اور احادیث میں جمعۃ الوداع کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ ہاں جمعہ کی اہمیت ہے اور بہت اہمیت ہے، جس کا میں ان آیات کی روشنی میں جو میں نے تلاوت کی ہیں اور احادیث کی روشنی میں ذکر کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں نہایت افسوس سے اس بات کا ذکر کروں گا کہ امام الزمان کی بیعت میں آنے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ خلفاء احمدیت اس تصور کو ذہنوں سے نکالنے کے لئے بارہا اس طرف توجہ دلا چکے ہیں بعض احمدی بھی معاشرے کی اس برائی اور بدعت کا شکار ہوکر جمعہ کی اہمیت کو بھلا کر جمعۃ الوداع کا تصور ذہنوں میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ایسے لوگ چاہے زبان سے اس بات کا اقرار کریں یا نہ کریں اپنے حال سے، اپنے عمل سے یہ اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ عموماً سارا سال مساجد میں جمعوں پر جو حاضری ہوتی ہے، رمضان کے دنوں میں خاص قسم کا ماحول بننے کی وجہ سے جمعوں میں حاضری اس سے بہت بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن رمضان کے آخری جمعہ میں یہ حاضری رمضان کے باقی جمعوں کی نسبت بہت آگے بڑھ جاتی ہے جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ آج توجہ زیادہ ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مرکز میں یا جہاں خلیفہٴ وقت نماز جمعہ پڑھا رہے ہوں وہاں اس جمعے میں شامل ہونے کی لوگ زیادہ کوشش کرتے ہیں جو ٹھیک ہے لیکن اگر جماعتیں جائزہ لیں تو ہر مسجد میں رمضان کے آخری جمعہ کی حاضری پہلے سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس یہ عمل ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جاؤ، جمعہ پڑھ لو اور گناہ بخشوا لو۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں پہلے سے بڑھ کر بندے کے ساتھ بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ لیکن بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کی وجہ سے حتی الوسع اس تعلیم پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر جمعہ کے دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن جمعۃ الوداع کی کسی اہمیت کا تصور نہیں ملتا۔ بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس آخری جمعہ میں جو رمضان کا آخری جمعہ ہے، یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس جمعہ سے اس طرح گذریں اور نکلیں کہ رمضان کے بعد آنے والے جمعہ کی تیاری اور استقبال کر رہے ہوں اور پھر ہر آنے والا جو جمعہ ہے وہ ہر نئے آنے والے جمعہ کی تیاری کرواتے ہوئے ہمیں روحانیت میں ترقی کے نئے راستے دکھانے والا بنتا چلا جائے اور یوں ہمارے اندر روحانی روشنی کے چراغ سے چراغ جلتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو اور ہر آنے والا رمضان ہمیں روحانیت کے نئے راستے دکھاتے چلے جانے والا رمضان ہو، نئی منازل کی طرف راہنمائی کرنے والا رمضان ہو جس کا اثر ہم ہر لمحہ اپنی زندگیوں پر بھی دیکھیں اور اپنے بیوی بچوں پر بھی دیکھیں اور اپنے ماحول پر بھی دیکھیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20؍ اکتوبر 2006ء)

آج کی دعا

أَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ. الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ. وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لاَ يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلاَ فَاجِرٌ. وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا. مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ

(مؤطا امام مالك كتاب الشعر باب ما يومر به من التعوذ حديث نمبر ١٧٧٥)

ترجمہ: مَیں اپنے عظیم شان والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ جس سے عظیم تر کوئی شے نہیں۔ اور کامل اور مکمل کلمات کی پناہ میں بھی کہ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کرسکتا۔ اور اللہ کی تمام صفات حسنہ جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں معلوم، ان سب کی پناہ طلب کرتا ہوں اس مخلوق کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا اور پھیلایا۔

یہ سید ومولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے اور تمام زمینی و آسمانی شرور سے بچنے کی جامع اور بابرکت دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر ایک اور دعا آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ (مندرجہ بالا دعا) پس یہ سنت ہے جو آنحضرت ﷺ قائم فرما گئے اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ ہر احمدی کو سب سے بڑھ کر یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت زیادہ استغفار کرنا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد3 صفحہ 620)

پیارے آقا ایک اور جگہ اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

تو اس وقت مَیں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا سامنے رکھتا ہوں جس کو مَیں پہلے بعض حوالوں سے بیان کر چکا ہوں اور وہ دعا یہ ہے (مندرجہ بالا دعا) اس میں تمام زمینی و آسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تو ہر دعا ہی بہت جامع ہے، اور برکتیں سمیٹنے والی ہے۔ لیکن جن چند مسنون دعاؤں کو روزانہ مَیں سامنے رکھتا ہوں ان میں سے ایک یہ بھی ہے، اس لئے ذہن میں آ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے اور ہر احمدی کو ہر شر سے بچائے۔

(خطبہ جمعہ 5؍ دسمبر 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

16اپریل2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	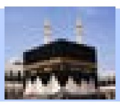	04:42	18:40
مدینہ منورہ	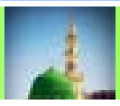	04:38	18:44
قادیان	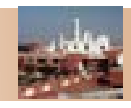	04:34	18:58
ربوہ		04:14	18:38
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:36	20:01